مجوزہ نئی تعلیمی پالیسی سے کچھ امید بندھ گئی تھی کہ عصری درسگاہوں میں زیر تعلیم ہماری افرادی قوت کچھ تو دین اخلاق اور تہذیب و شرافت سے آراستہ ہو جائے گی اور شاید اسطرح قوم کی ڈوبتی نیا کچھ سنبھل جائے مگر تازہ اخباری خبروں نے ان امیدوں پر بھی پانی پھیر دیا جن کہا گیا ہے کہ حکومت نئی تعلیمی پالیسی کو غیر حقیقت پسندانہ اور ناقابلِ برداشت اخراجات کی وجہ سے واپس لے رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسے حالات میں دین اور دینی علوم کے تحفظ اور اعلیٰ انسانی اقدار کے فروغ و اشاعت کی صورت کیا ہو گی؟ ان حالات میں دینی علوم کا تحفظ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ آزاد عربی مدارس دینیہ ہی کا مرہونِ منت ہے جو الحاد اور تجدد کے علمبرداروں کی نگاہوں میں کھٹکتے رہتے ہیں، اور کروڑوں افراد کی فنی و عصری علوم کیلئے تگ و دو کرنے کے باوجود مدارسِ عربیہ کے طلبہ کی قلیل تعداد کا اپنی زندگی کو دین اور محض علوم دین کیلئے وقف کرنا ان کے لئے ناقابلِ برداشت مسئلہ بن گیا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ ان مدارس کی بساط لپیٹ دو، ان کی آزاد تعلیمی روح کو بھی کسی طرح سلب کر لو، انہیں امداد اور گرانٹ کے دامِ زریں میں پھنسا لو، ان کے آزاد اور ترجمانِ حق ضمیروں میں بھاری تنخواہوں کے تالے لگا دو، انہیں اوقاف کے شکنجے میں کس دو تاکہ رہی سہی جو صورت دین کی اشاعت کی رہ گئی ہے وہ بھی ختم ہو جائے ۔ سوال یہ ہے کہ جب انگریزی اردو سائنس ریاضی جغرافیہ اور ٹیکنیکل علوم کے لئے مخصوص افراد مخصوص مزاج اور مخصوص تربیت کی ضرورت ہے تو اسلامی علوم و فنون کو اس کلیہ سے کیوں خارج کیا جا رہا ہے۔ تمہیں ان چند گنے چنے مدارس عربیہ کے بوریہ نشینوں کی فکرِ معاش نڈھال کئے جا رہی ہے، مگر کیا آپ نے ملک کی عصری تعلیم گاہوں میں زیرِ تعلیم نوجوانوں کے دین اور علوم دینیہ سے دن بدن اعراض و اجتناب کا بھی کچھ مداوا سوچا ہے : فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ہم سوشلزم اور اشتراکیت پر ہزار بار لعنت بھیجتے ہیں، مگر کیا یورپ کا وہ ظالمانہ سرمایہ داری نظام کسی ایک لمحہ کیلئے بھی گوارا کیا جا سکتا ہے جس کی وجہ سے معاشرہ کے چند افراد کی مترفانہ شاہ خرچیوں کے سامنے تو قرونِ مظلمہ کی الف لیلوی داستان بھی ماند پڑ جائے، مگر انسانوں کی اکثریت نانِ جویں کے لئے ترستی رہے۔ پڑھئے اور اندازہ لگائیے : "یونان کے ارب پتی اناسس اور ان کی نو بیاہتا بیوی جیکولین نے گذشتہ سال اپنی شادی سے آج تک سات کروڑ سے دس کروڑ تک روپے خرچ کئے۔ امریکی اخبارات نے اپنے اس انکشاف میں لکھا ہے، کہ اناسس کی رہائش گاہوں کی تعداد ۹ ہے۔ ان میں مونٹے کارلو، پیرس، مونٹے ویڈیو، یونان، نیویارک کی رہائش گاہ اور

ہوٹلوں کے مستقل کمرے، جہاز کرلیتا اور یونانی جزیرہ اسکورپس شامل ہیں۔ یہ جوڑا ۱۶ لاکھ روپیہ فی ہفتہ کس طرح خرچ کررہا ہے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ امریکی خاتون جیکولین نے گلابی مادام کے مکان کی جدید آرائش پر ۵۰ لاکھ تک روپیہ خرچ کردیا۔۔۔ کاش! مسلمان خلفاء وسلاطین کے محلاتی افسانوں اور عرب شیوخ کے حرم سراؤں کے دروں خانہ افسانوں کو گھڑنے اور بڑھا چڑھا کر پیش کرنے والا اعیار یورپ اپنی ایک فاحشہ خاتون کی اس بیرون خانہ پُر عیش زندگی سے بھی کچھ عبرت لے۔ اسراف تبذیر کی یہ ایک ادنیٰ جھلک امریکہ کی خاتونِ اوّل کی ہے جہاں کا سب سے بڑا مسئلہ اب بھی وہاں کے ذمہ دار اخبار ٹائم کے نزدیک افلاس اور عزبت ہے۔" ۔۔۔۔ مسلمان تو کیا دنیا کی ساری اقوام نے ملکر بھی عزمستی اور طبقاتی تفاوت کا اتنا سیاہ مظاہرہ نہ کیا ہوگا۔ یہ سہرا بھی اسی امریکہ کے سر ہے، جو آج انسان کے بنیادی حقوق کا سب سے بڑا دعویدار بن کر انسانی لاشوں پر دندناتا پھر رہا ہے۔

یہ تو معاشی عدم توازن کی ایک مثال تھی، اخلاق اور انسانی اقدار کی پائمالی جس بے دردی سے ہورہی ہے، اُس کی کچھ جھلک وہاں کے جنسی اور اخلاقی جرائم کے بڑھتے ہوئے اعداد وشمار سے دیکھی جاسکتی ہے، یورپ خلاؤں میں جتنا بڑھتا جارہا ہے، اتنا ہی اخلاق اور انسانیت کے لحاظ سے قعر ذلت میں گرتا جارہا ہے۔ اُسے کون سمجھائے کہ انسانی کرامت وشرافت کا معیار تسخیر ماہتاب نہیں بلکہ تسخیر نفس ہے۔

پچھلے کئی ماہ سے بھارت جانے والے مطبوعات رسائل اور اخبارات پر پابندی ہے جبکہ بھارت سے اکّا دکّا رسائل اور مطبوعات آجاتے ہیں اس سلسلہ میں محکمۂ ڈاک سے رجوع کیا گیا، اخبارات میں مراسلات بھیجے گئے، مگر اب تک کوئی تسلی بخش صورت ظاہر نہیں ہوئی۔ بھارت کے مظلوم ومقہور مسلمانوں سے رابطہ کی یہی ایک صورت تھی اور ایسے نازک حالات میں تو اور بھی زیادہ طرفین کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خیالات اور حالات سے آگاہ رہنا ضروری تھا، ہمیں معلوم نہیں حکومت کی کونسی حکمت عملی اس بات کی محرک بنی ہے، مگر احمد آباد اور گجرات کے مسلمانوں پر زبانی چیخ وپکار کرنے والوں نے اس موٹی سی بات کو بھی نہیں سوچا کہ اسکے ردعمل میں بھارت بھی اسطرح پابندی لگا سکتا ہے، جسکے نتیجہ میں بھارت کے علمی تبلیغی اور دینی اداروں کو جو مادی نقصان پہنچے گا وہ تو ایک طرف، دونوں طرف کے مسلمانوں کا ایک دوسرے سے کلّی طور پر منقطع ہونا کتنا نقصان دہ ثابت ہوگا۔ پھر دونوں طرف کے اکابر علماء اور مفکرین کے خیالات سے شغف رکھنے والے مسلمان دونوں طرف موجود ہیں، ان حالات میں یہ مسئلہ وزارت داخلہ اور وزارت مراصلات کی فوری توجہ کا مستحق ہے، ہمیں حیرت ہے کہ ہمارے ہاں کے پریس بالخصوص علمی اور دینی مجلات بھی اس بارہ میں کیوں قطعی خاموش ہیں۔؟

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق